ہیں جو ۔ ۔ ۔ ۔ بے دینی اور بدکرداری پھیلا رہے ہیں۔ آپ کا صحیح کردار اُن کے لیے بہت بڑی رکاوٹ ہوگا۔ کیونکہ آپ سے متاثر شاگردوں کے سامنے وہ اپنے نظریات نہیں پھیلا سکیں گے بلکہ اُن کے سامنے چلنے پھرنے میں بھی شرم محسوس کریں گے۔

سب سے بڑی ضرورت تنظیم کی ہے۔ ایمان اور اخلاق کی بنا پر تنظیم بن جائے تو اس کے بعد اگر حکومت بدکردار اساتذہ کو نہ بھی نکالے تو بھی آپ انہیں بے اثر کر دیں گے۔

دُعا

یا اللہ! یہ تنظیم جو ملک میں نوجوان نسل کو صالح کردار اور اخلاق دینے کے لیے قائم ہوئی ہے۔ اس کو برکت اور زیادہ سے زیادہ طاقت عطا فرما۔ اس کے کارکنوں کے دلوں میں سچا ایمان اور اخلاق ڈال دے اور انہیں اس قابل بنا کہ نئی نسل کو صحیح معنوں میں اسلامی بنانے میں کامیاب ہو جائیں۔ آمین۔

(۲)

جمعیت طلبہ عربیہ کے شرکائے تربیت گاہ سے خطاب

برسوں سے ہماری یہ کوشش ہے کہ دینی مدارس اور جدید درسگاہوں کے تعلیم یافتہ لوگ مل کر اللہ کے دین کو قائم کرنے کے لیے جدوجہد کریں۔ ان دونوں گروہوں کی علیحدگی اور ایک دوسرے سے دُوری نے ملت کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔ ہم انہیں قریب لانا اور اقامتِ دین کے کام میں ایک دوسرے کا مددگار بنانا چاہتے ہیں۔ بلکہ ہمارا آخری مقصد یہ ہے کہ دین اور دُنیا کی تعلیم الگ الگ ہونے کے بجائے ایک ہی نظامِ تعلیم میں دونوں کو جمع کر دیا جائے۔

ایک سوال کے جواب میں مولانا نے فرمایا کہ سیاست میں حصّہ لینے کو ایک گالی بنا دیا گیا ہے اور دینی مدارس میں تعلیم حاصل کرنے والے جب اقامتِ دین کی جدوجہد میں حصّہ لیتے ہیں تو انہیں طعنہ دیا جاتا ہے کہ تم سیاست میں پڑ گئے ہو۔ حالانکہ اسلام میں سیاست دین سے الگ کوئی چیز نہیں ہے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو جو قانون دیا ہے وہ اسی لیے دیا ہے کہ اُسے نافذ کیا جائے، اور اُسے نافذ

کرنا ہی اسلامی سیاست ہے۔ جو سیاست خدا کے قانون کے بجائے کوئی اور قانون جاری کرے۔ وہ ہمارے نزدیک شیطانی سیاست ہے، اور ہم اس سے لڑنا چاہتے ہیں۔ اس کے برعکس جو سیاست قانونِ الٰہی کو نافذ کرنے کے لیے ہو وہ ہمارے لیے عین دین ہے اور اسے کوئی ایسا شخص مطعون نہیں کر سکتا جو دین کی سمجھ رکھتا ہو۔

مولانا نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ کالجوں کے طلبہ اور دینی مدارس کے طلبہ کو ایک دوسرے سے ملنا اور ایک دوسرے کے علم سے فائدہ اُٹھانا چاہیے۔ اس سے دونوں گروہوں کو علمی فائدہ بھی ہوگا اور آپس کی غلط فہمیاں بھی رفع ہوں گی۔ بعض طلبہ نے ان مشکلات کا ذکر کیا جو انہیں دینی درسگاہوں میں پیش آرہی ہیں۔ تو مولانا نے کہا کہ یہ تو ایک فطری بات ہے۔ کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ انسان خدا کے دین کا کام کرے اور اس کے راستے میں مشکلات پیدا نہ ہوں۔ ان مشکلات سے گھبرانے کی ضرورت نہیں، ان کو رفع کرنے کی ضرورت ہے۔ مشکلات کسی نہ کسی غلط فہمی کی بنا پر پیدا ہوتی ہیں اور انسان کوشش کرے تو وہ دُور کی جاسکتی ہیں۔

عالمِ اسلام میں احیائے اسلام کے لیے اُٹھنے والی مختلف تحریکوں سے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مولانا محترم نے کہا کہ نظامِ اسلامی کے قیام کے لیے مختلف مسلمان ملکوں میں جو لوگ بھی کام کر رہے ہیں وہ قابلِ مبارکباد ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ایران اور افغانستان میں اس مقصد کے لیے جو لوگ قربانیاں دے رہے ہیں میں اُن کے لیے دست بدعا ہوں اور ہماری تمام تر ہمدردیاں اُن مجاہدین کے ساتھ ہیں۔

اس سوال کے جواب میں کہ بعض عناصر ملک میں فرقہ واریت کا فتنہ اُٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں، مولانا مودودی نے کہا کہ آپ لوگ تحریک اسلامی کا کام مثبت طور پر جاری رکھیں اور ان چیزوں کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ کیونکہ ان مسائل میں اُلجھنے کی وجہ سے آپ تحریک کا کام نہیں کر سکیں گے۔ ہماری تحریک میں تمام مکاتبِ فکر کے لوگ شامل ہیں۔ بریلوی، دیوبندی، اہل حدیث اور شیعہ حضرات اسلامی نظام کے قیام کی جدوجہد میں ہمارے شانہ بشانہ حصہ لے رہے ہیں۔ کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کے تمام گروہوں کا اتحاد ہی اسلامی نظام کے قیام کی جدوجہد کو کامیابی سے ہمکنار کر سکتا ہے۔